QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

گانگوی خاندان کے علماء، مشائخ اور شعراء کی مذہبی اور سماجی خدمات؛ ایک تاریخی جائزہ

Religious and social Contributions of scholars, Mashaikh and poets of the Gangvi family; A historical overview

Dr. Ata-ul-Mustafa
Ph.D, Dept. of Islamic Studies, G.C University Lahore Email:
attaulmustafa4592@gmail.com
Raza-ul-Mustafa
Doctoral Candidate, Dept. of Islamic Studies MY University, Islamabad Email:
razaul.mustafa@yahoo.com

Gangvi is the name of a family of ulama, scholars and poets in Mianwali. The ancestors of the Gangvi family migrated from Baghdad and settled in these areas. Because of the family's origin as a Sayyid family it has been a noble family. Most family members have been important and influential Islamic scholars in their local area. Among the Gangvi Ulama, Syed Ahmad uddin Gangvi became the most famous. He was indeed a great scholar and a mystic of his time. He remained affiliated with Fiqh and its teachings effectively for a long period of 85 years. Being a scholar of such a status and magnitude Syed Ahmad served as the Great Mufti (Al Mufti al Azam) at Sial Shareef. He Authored books in Arabic, Persian, Urdu, Punjabi and Saraiki with equal skill and wisdom. Most of his works is available in manuscripts. All of his books reflect his scholarly wisdom and intellect and indicate his great achievements. It is a fact that this family is also the founder of the scholarly tradition in Mianwali. Some scholars of this scholarly, literary and spiritual family became famous throughout the subcontinent.

In the said paper, the religious and social contributions of the famous intellectual and spiritual personalities of the Gangvi family will be reviewed. References will be taken from books, articles and interviews.

Key Words: Gangvi, Islamic Scholars, Mianwali, subcontinent, Literary, Al Mufti al Azam, Manuscripts.

تعارف:

سولہویں صدی عیسوی کے نصف اول میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ (561ھ) کے اخلاف میں سے ایک بزرگ شیخ سید جلال الدین بغدادی سندھ اور ملتان سے آتے ہوئے کچھی کے علاقے (قدیم میانوالی) تشریف لائے۔ شیخ کا قصد تبلیغ دین اور اشاعتِ اسلام تھا۔ شیخ کچھ عرصہ رہ کر تبلیغ دین کا فریضہ سر انجام دیتے رہے۔ تکمیل مقصد کے لئے شیخ اپنے فرزندان کو یہاں بسا کر خود واپس بغداد چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ شیخ جلال الدین کے بڑے فرزند حضرت میاں علی احمد تھے، میانوالی کی بستی انہی کے نام سے آباد ہوئی۔ حضرت میاں علی کے چار بیٹے ہوئے۔ سلطان زکریا، شاہ محمد اسحاق، محمد ابراہیم، محمد سلیمان۔ ماسوائے محمد سلیمان کے تینوں بیٹوں کی اولاد موجود ہے۔ بقول سید نصیر شاہ، میاں علی احمد کے فرزندان میں سے سلطان زکریا کی اولاد سیاست و حکومت میں اپنا کردار ادا کرتی رہی اور شاہ محمد اسحاق کی اولاد سلطنت علم وادب کی وارث رہی۔[1]

محمد عالمگیر شاہ، سید جلال الدین بغدادی کی بغداد سے کچھی (قدیم میانوالی) آمد اور پھر واپسی کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

> "حضرت سید شیخ جلال الدین ایشاں ہم دریں ملک تشریف آوردندواز ینجا بطرف بیت اللہ شریف رفتہ اندواز حج بیت اللہ شریف بازآمدہ در کچھی کلو ر کوٹ چند ایام قیام فرمودہ ، بعدہ بزیارت روضہ مبارک غوث اعظمؒ بجانب بغداد شریف رفتند،قبر مبارکش در بغداد شریف است"[2]
>
> حضرت سید شیخ جلال الدین بھی اس ملک میں تشریف لائے اور پھر اس جگہ سے بیت اللہ تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ شریف سے واپس ہوئے تو کچھی کلور کوٹ میں چند ایام قیام فرمانے کے بعد غوث اعظمؒ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے بغداد شریف تشریف لے گئے آپ کی قبر مبارک بغداد شریف میں ہے۔

شیخ سید جلال الدین بغدادی کے فرزند اکبر میاں علی احمد سے میانوالی منسوب ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "شیخ سید علی صاحب دریں ملک کچھی سکونت پذیر گشتہ و تمام عمر خود درزہد گزردہ، ہزارہائے مریداں اوگشتہ ،فیض یاب علوم ظاہری وباطنی شدہ وشہر میانوالی بنانہادہ اوست ،قبر مبارکش در ینجائے میانوالی است"[3]
>
> شیخ سید علی اس بستی کچھی میں سکونت پذیر ہوئے اور اپنی تمام عمر زہد میں گزار دی۔ آپ کے ہزاروں مرید ہوئے جنہوں نے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔ انہوں نے ہی شہر میانوالی کی بنیاد رکھی آپ کی قبر مبارک اسی جگہ میانوالی میں ہے۔

---

[1]Niāzi, Dr. Liāqat Ali Khān, Tāreekh-e-Miyānwāli, (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2015 AD), 51.
[2]Geelāni, Muhamad Alamgir Shāh, Mrātib-e-Sultāni, (Miyānwali: Anjuman Tazim al-Khādimin), 19.
[3]Muhamad Alamgir Shāh Geelāni , Mrātib-e-Sultāni, 19.

حضرت سلطان زکریا:

سلطان زکریا بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے میانوالی کے مغرب میں بلوخیل کے پاس ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ حضرت علی احمد شاہ نے چونکہ پٹھانوں کو گکھڑوں پر سیاسی تسلط دلانے میں اہم کردار ادا کیا تھا اس لئے پٹھان بالخصوص وتہ خیل پٹھانوں میں سلطان زکریا صاحب اور ان کی اولاد سے عقیدت تھی۔ حضرت سلطان زکریاؒ کا عرس ہر سال ماہ صفر المظفر کی آخری بدھ اور جمعرات کو منایا جاتا ہے۔ اس دن ضلع بھر میں مقامی تعطیل ہوتی ہے۔[4]

سید احمد الدین گانگوی کا تعلق میانوالی کے سادات جیلانی کی شاخ اسحاقی سے تھا۔ سلسلہ اسحاقیہ گانگویہ کے چند نامور علماء ،مشائخ اور شعراء کے مختصر احوال وآثار حسب ذیل ہیں۔

1۔ حضرت شاہ محمد اسحاق:

بقول سید نصیر شاہ، شاہ محمد اسحاق نے اپنے بڑے بھائی سلطان زکریا کے برعکس حکومت میں عمل دخل کی بجائے دینی علوم کی طرف توجہ کی اور بلند پایہ علمی مقام حاصل کیا۔ کچہ کا علاقہ ان کی جولاں گاہ تھا۔ عیسیٰ خیل کے ساتھ ساتھ شیخانوالہ اور سیلواں کے ساتھ گانگی ان کے دو مستقل ٹھکانے تھے۔ گائے بھینس پالتے تھے اور اپنی زمینیں کاشت کر کے روزی پیدا کرتے تھے۔ طالب علموں کا ہجوم ساتھ رہتا ان کے جانور اور ان کی زمین ان کے خاندان اور ان کے شاگردوں کی مشترکہ ملکیت تھی ۔شاگرد بھی انکے ساتھ کام کراتے اور مطمئن زندگی گزارتے۔ کبھی کسی امیر کے گھر جا کر کچھ نہیں مانگا۔ تذکرہ علماء سندھ (ص 129) کے مطابق:

> "مولانا نور الحق گشکوری، مولانا عبد الرحمن سندھی اور مولانا عبد اللطیف سانگھڑی، کچھی کے علاقہ کے مولوی محمد اسحاق شاہ کے شاگرد تھے۔ ان میں سے مولانا عبد الرحمن سندھی نے قرآن حکیم اور موطا امام مالک کا سندھی میں ترجمہ کیا تھا۔ جس کا قلمی نسخہ عبد الواحد سندھی نے دیکھا تھا"[5]

اس طرح دور دراز سے طلبہ ان کے پاس آتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔ گزیٹئیر آف دی بنوں ڈیرہ اسماعیل خان اور اذکار الفاضلین کے مطابق شاہ محمد اسحاق کو حصول علم ہی کی لگن تھی۔ سیاست سے لاتعلق تھے۔ حضرت علیؓ کا یہ قطعہ ان کے وردِ زبان رہتا۔

رضينا قسمة الجبار فينا
لنا علمٌ وللجهال مال
فإن المال يفنى عن قريب
وإن العلم ليس له زوال[6]

[4]Ķāzmī, Sayīd Tāriq Masʿūd, Tāreekh Awliyā-e-Miyānwali, (Lahore:U&Me Printers, 2008 AD), 84-85.
[5]Dr. Liāqat Ali Khān Niāzi, Tāreekh-e-Miyānwāli,47.
6Rizqullah bin Yūsuf, Mjāni al Adab fi Hdāiq al ʻArab, (Beirut: Matbʻal Āba al Yasuʻin 1913 AD), 1/22.

"ہم خدائے جبار کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ اس نے ہمیں علم اور جاہلوں کو مال دے دیا مال

عنقریب فنا ہونے والا ہے لیکن علم باقی رہنے والا اور لازوال ہے"۔

پھر ان کی وصیت تھی کہ ان کی اولاد میں ہر مرنے والا باپ اپنی اولاد کے لئے اپنے ہاتھ سے یہ قطعہ لکھ کر چھوڑ جائے اس طرح سالہا سال تک یہ روایت چلتی رہی۔

2۔ مولانا سید محمد عثمان شاہ:

آپ شاہ محمد اسحاق کے فرزند اکبر ہیں۔ اذکار الفاضلین (ص 71) کے مصنف نے انہیں مفسر کچھی کے نام سے یاد کیا ہے اس لقب سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شاید قرآن حکیم کی کوئی تفسیر لکھی تھی جو دست برد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکی۔[7]

3۔ مولانا سید عبد الواحد گانگوی:

آپ سید محمد عثمان شاہ کے اکلوتے فرزند تھے۔ آپ خود بھی عالم تھے اور آپ کے تینوں بیٹے بھی بڑے فاضل تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ مولانا بہاؤ الدین، مولانا محمد حسن اور مولانا خیر محمد۔[8]

4۔ مولانا بہاؤ الدین گانگوی:

مولانا عبد الواحد کے بڑے بیٹے مولانا بہاؤ الدین بھی اچھے عالم دین اور درویش صفت بزرگ تھے۔ ان کے دو بیٹے نامور ہوئے مولانا غلام علی اور مولانا اشرف علی۔[9]

سید احمد الدین گانگوی نے نسب نامہ (قلمی) میں مولانا بہاوالدین کو غوث زماں لکھا ہے۔

5۔ مولانا سید غلام علی گانگوی (م 1866ء):

مولانا سید غلام علی مدرسہ گانگی کے صدر مدرس تھے اور آپ کے فرزند فاضل یگانہ سید احمد الدین گانگوی برصغیر پاک وہند میں معروف ہوئے اور مولانا گانگوی کے عرف سے مشہور ہوئے۔[10]

6۔ مولانا محمد حسن شاہ ولد مولانا سید عبد الواحد شاہ: آپ بہت بڑے فاضل تھے۔ اذکاء الفاضلین میں ان کی ایک کتاب "پارسی آموز" کی نشاندہی کی گئی جو "نصاب ضروری" کی طرز پر لکھی گئی تھی بلکہ نصاب ضروری کی پیش رو تھی۔[11]

7۔ مولانا خیر محمد شاہ ولد مولانا سید عبد الواحد شاہ

8۔ مولانا سید اشرف علی ولد مولانا سید بہاؤ الدین شاہ

---

[7] Niāzi, Dr. Liāqat Ali Khān, Tāreekh-e-Miyānwāli, 48.

[8] Niāzi, Dr. Liāqat Ali Khān, Tāreekh-e-Miyānwāli, 48.

[9] Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, (Lahore: NayāZmāna Publication), 13.

[10] Niāzi, Dr. Liāqat Ali Khān, Tāreekh-e-Miyānwāli, 49.

[11] Niāzi, Dr. Liāqat Ali Khān, Tāreekh-e-Miyānwāli, 49.

9۔سید احمد الدین گانگوی(م1968ء):

آپ 1843ء بمقام گانگی شریف جو کہ میانوالی شہر سے جانب غرب چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، پیدا ہوئے۔[12]
سید احمد الدین گانگوی نے جن افاضل سے اکتساب فیض کیا ان میں سے بعض کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

☆شیخ سید غلام علی(م1866ء): ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے مدرسہ گانگی میں حاصل کی

☆مولانا محمد علی قریشی: آپ کے والد نے کثرت اشغال اور علالت طبع کی وجہ سے مزید تعلیم کے لئے مولانا علی محمد قریشی کے پاس مدرسہ سیلواں بھیج دیا، قدیم میانوالی (کچھی) میں مدرسہ سیلواں کو فارسی علوم کے لئے مرکزیت حاصل تھی۔[13]

☆مولانا غلام رسول، مظفر گڑھ: صرف و نحو کی کتب شجرہ مضافات مظفر گڑھ میں مولانا غلام رسول سے پڑھیں۔[14]

☆مولانا عبد الرحمن ملتانی: فقہ، اصول اور منطق کی کتب مولانا عبد الرحمن ملتانی سے ملتان میں پڑھیں۔

☆علامہ الٰہی بخش عمر پوری: ازاں بعد جمیع علوم وفنون معہ حدیث شریف عمر پور میں علامہ الٰہی بخش سے پڑھیں، علامہ الٰہی بخش عمر پوری نے سید گانگوی کی کتاب البرق السانیہ پر تقریظ بھی لکھی، سید گانگوی نے استاذ الکل کے لقب سے ان کا ذکر کیا ہے۔[15]

☆شیخ الاسلام عبد الحلیم فرنگی محلی(1285ھ): سید گانگوی نے چند سال فرنگی محل (لکھنو) اور دہلی میں رہ کر افاضل سے اکتساب فیض کیا اور فرنگی محل میں شیخ الاسلام عبد الحلیم فرنگی محلی سے بھی کسب فیض کیا۔ دہلی، لکھنو اور عمر پور سے سندات فراغت حاصل کیں۔[16]

علوم دینیہ سے فراغت کے بعد وطن واپس آئے تو والد ماجد نے آپکو اپنی مسند علم وروحانیت پر بٹھا دیا اور دار العلوم گانگوی کے جملہ امور آپ کے سپرد فرما دیئے، والد ماجد ایک ہفتہ بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔[17]

سید گانگوی کم و بیش 85 سال تک، درس و تدریس خطابت، فتوی نویسی، جیسی خدمات دینیہ میں مصروف رہے۔ آپ نے تین مقامات پر تدریس کے فرائض سر انجام دیئے۔ مدرسہ گانگی، گانگی شریف، جامعہ شمس العلوم، میانوالی، مدرسہ اسلامیہ ضیاء شمس الاسلام

---

[12]MolānāSultānAḥmadFāruqi, TazkarahAwliyāChisht, 752,

[13]Ḳāzmī, SayīdTāriqMas'ūd, TāreekhAwliyā-e-Miyānwali, 37.

[14]MolānāSultānAḥmadFāruqi, TazkarahAwliyāChisht, 257.

[15]Gāngvī, SayedAḥmadudin, Albqarq as Sanyā fi Jawāz al Jam'āt al Sānya, Qalmī, (Miyānwali: Akbariyah Library), 9/301.

[16]MuhamadRiyāzBhervi, Rūdbār-e-Yaqīn, 65.

[17]MolānāSultānAḥmadFāruqi, TazkarahAwliyāChisht, 285.

1867ء سے 1909ء تک مولانا گانگوی دار الافتاء گانگی شریف سے منسلک رہے۔ یہ درس گاہ آپ کے آباؤاجداد کی تعمیر کردہ تھی۔ قیامِ گانگی کے دور میں کثیر طلبا کو تعلیم دی۔ کابل اور قندھار تک سے طالبان علم کھچ کھچ آپ کی خدمت میں آتے رہے۔ 1903ء کی ایک قلمییاداشت کے مطابق یہاں مقیم طلباء کی تعداد تین سو سے زائد تھی۔

1909ء میں مجاہد اعظم خواجہ ضیاء الدین سیالوی (م 1929ء) نے مدرسہ اسلامیہ کی تاسیس جدید کی تو مولانا گانگوی کو مفتی اعظم مقرر کیا۔ سید گانگوی 40سال سے زائد عرصہ تک سیال شریف کے مفتی اعظم کے منصب پر فائز رہے۔ آپ ایک چلتا پھرتا مدرسہ تھے، کچھ دن گانگی قیام کرتے اور کچھ دن سیال شریف، یوں طلباء بھی آپ کے ہمرکاب سفر میں رہتے۔ خواجہ ضیاء الدین سیالوی سے آپکو والہانہ عقیدت تھی اور یہی سبب ہے کہ 1909ء سے 1929ء تک کے بیس سالہ عرصہ میں آپ نے اکثر حصہ سیال شریف بسر کیا۔ سفر وحضر میں مجاہد اعظم کے ہمراہ رہے۔ خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے پنجاب میں امارت شرعیہ قائم کی تو آپ کو قاضی القضاۃ مقرر کر دیا آپ نے نہایت محنت اور کامیابی سے اس منصب جلیلہ کو نبھایا۔

حاجی مرید احمد چشتی آپ کے علم وفضل کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

> "آپ حدیث وفقہ میں امتیازی مقام کے مالک تھے مخالفین بھی آپ کے علم وفضل کے معترف اور قائل تھے۔ آپ کی تحقیقات پاک وہند کے تمام علماء میں مشہور اور مسلمہ تھیں۔ ہندوستان تک سے لوگ فتویٰ طلب کرتے تھے معاصر علماء آپکا انتہائی احترام کرتے تھے۔ علماء وقت کا اگر کسی فقہی مسئلہ میں اختلاف ہو جاتا تو محاکمہ کے لئے اکثر علماء آپ کی طرف رجوع کرتے آپ علمی تحقیق سے جب مسائل کا حل فرماتے تو فریقین علماء مطمئن ہو جاتے چنانچہ آپ جہاں کہیں بھی علماء ومشائخ کے اجتماع میں تشریف لے جاتے تو سناٹا چھا جاتا۔"[18]

آپ سے استفادہ کرنے والے معروف تلامذہ میں حسب ذیل اکابرین شامل ہیں۔

1۔ شیخ سید نور الزمان شاہ (م1924ء)، کوٹ چاندنہ 2۔ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی 3۔ خواجہ محمد اکبر علی چشتی (میانوالی) 4۔ شیخ نور احمد لائل پوری 5۔ شیخ محمد زاہد (دریاخان) 6۔ شیخ فقیر محمد کابلی 7۔ شیخ دولت خان کابلی 8۔ شیخ محمد رمضان کلوری 9۔ مولانا غلام فخر الدین گانگوی (م 1983ء) وغیرہم[19]

سید احمد الدین گانگوی کی دستیاب مؤلفات وقلمی مسودات حسبِ ذیل ہیں۔

☆نور الایمان فی تائید مذہب النعمان ☆السیوف العتابیہ ☆القبس القامعہ فی جواب الشمس الامعہ ☆البرق السانیۃ فی جواز الجماعۃ الثانیۃ ☆لوامع الضیاء فی علوم سیّد الانبیاء ☆اسلامی بیت المال ☆حفاظت الایمان ☆حرمت تعزیہ داری ☆ضیاء شمس الانوار فی تحقیق سماع الابرار والفجار ☆زجر الاشقیاء عن اہانۃ الاصفیاء ☆ایقاظ الرقود فی اموال الہنود ☆الشعلۃ الجباریۃ لاحراق مسجد آریہ ☆القول البشیر فی رد التحریر ☆مجموعۃ الفتاویٰ قلمی ☆مجربات احمدیہ ☆رسالہ میلاد ☆الحق المبین ☆السیوف القہار علی انوف

---

[18] MurīdAḥmadChishti, Faūz al Maqāl fi khulāfa-e-Sīyāl, (Karachi: AnjumanQamar-ul-Islam), 2/330.

[19] MuhamadRiyāzBhervi, Rūdbār-e-Yaqīn, 65.

الاشرار☆العقائد☆احسن الاسلوب فی جواب المکتوب☆ہم رکاب موج ضیاء☆مقدمۃ الصرف☆علم الصرف☆نسب نامہ☆رسالہ حکمت۔ اور بعض کتب پر مختصرات بھی لکھے ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں
☆الاشباہ والنظائر مع شرح حموی☆تفسیر صاوی☆مشکوۃ المصابیح وغیرہ

آپ کو بچپن سے ہی عبادت وریاضت سے دلی لگاؤ اور انس تھا لیکن مرشد کریم کی توجہ سے تہجد، چاشت، اشراق، اوابین اور حفظ الایمان کی سختی سے پابندی کرنے لگے۔ اس کا اثر مدرسہ کے طلبہ پر بھی ہوا اور وہ بھی شب خیز اور تہجد گزار بن گئے۔ اکثر بزرگوں کا کہنا ہے کہ طلباء میں جنات بھی شامل تھے۔ ابتدائے شباب سے آخر تک تہجد اور اشراق وغیرہ اور خاندان چشت اہل بہشت کے تمام اوراد ووظائف اور معمولات کے پابند رہے۔ رمضان شریف میں نماز تراویح باجماعت ادا فرماتے تھے۔ تین گھنٹے رات اور دو گھنٹے دن آرام فرماتے تھے۔ دو گھنٹے دن میں تصوف کی کتب کا مطالعہ بھی فرماتے تھے۔ باقی تمام وقت ذکر و عبادت میں صرف ہوتا تھا۔[20]

زندگی کے آخری ایام شدت بخار اور نقاہت کے باعث بے ہوش رہے۔ آنکھیں بند رہیں مگر ہونٹ حرکت میں رہے۔ انگوٹھا اور شہادت کی انگلی بھی ہلتی رہی، گویا تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ جب نماز کا وقت آتا تو کانوں تک ہاتھ اٹھا کر باندھ لیتے اور رکوع و سجود اشاروں سے ادا فرماتے۔ یہ سب کچھ بے ہوشی میں ہوتا، آنکھیں بند رہتیں، ہر نماز پوری رکعتوں سے ادا ہوتی رہی۔ آخری روز وصال سے چند گھنٹے پہلے آنکھیں کھولیں اور تاریخ اور دن پوچھے۔ جواب پا کر فرمایا۔ کیا میں اپنے گھر میں ہوں۔ عرض کیا گیا کہ آپ اپنے گھر میں ہی تو ہیں۔ فرمایا۔ یہ گھر میں چھوڑنا چاہتا ہوں، اس گھر میں شریعت مطہرہ کا پوری طرح اتباع رہے۔ مجھے اپنے گھر لے چلو اور میرے آقازادہ حضرت سجادہ نشین سیال شریف اگر تشریف لائیں تو عرض کرنا کہ حضور! اگر نماز جنازہ نہیں پڑھائی تو قبر پر دعائے مغفرت فرمائیں۔

به جنازه گرنه آئی بمزار خواہی آمد

یہ فرماتے ہوئے پھر آنکھیں بند کرلیں ہونٹ پھر ذکر الٰہی سے چلنے شروع ہوئے۔ 28 اکتوبر 1968ء کو بمطابق 4 رجب المرجب 1388ھ بروز شنبہ سوا ایک بجے بعد از دوپہر ذکر کرتے ہوئے جان شیریں، جان آفرین کے سپرد کر دی۔[21]

حضرت شیخ الاسلام سیالوی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے رات کو ہی سیال شریف سے روانہ ہو گئے لیکن راستے میں موٹر خراب ہو جانے کی وجہ سے دیر سے اس وقت تشریف لائے جب آپ کو نماز جنازہ کے بعد لحد میں اتارا جا چکا تھا چنانچہ حضرت شیخ الاسلام سیالوی قدس سرہ نے قبر شریف پر فاتحہ پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ جنازہ میں شرکت کرنے والے مسلمانوں کی اس قدر کثیر تعداد تھی کہ شہر میں جگہ کی قلت کے باعث شہر سے باہر میدان میں نماز جنازہ ادا ہوئی۔[22]

[20] MurīdAḥmadChishti, Faūz al Maqāl fi khulāfa-e-Sīyāl,2/331.
[21] MolānāSultānAḥmadFāruqi, TazkarahAwliyāChisht, 285.
[22] MurīdAḥmadChishti, Faūz al Maqāl fi khulāfa-e-Sīyāl,2/335

جنازہ کی امامت حضرت خواجہ غلام جیلانی نے فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک مدرسہ شمس العلوم جامعہ مسجد گانگی شریف (میانوالی) میں ہے۔ جو آج بھی مرجع خلائق بناہوا ہے۔ مرقد معلیٰ پر خوبصورت گنبد بناہوا ہے۔ جامعہ مسجد کے شمالی گوشہ میں واقع ہے۔

10۔ مولاناغلام فخر الدین گانگوی (م1983ء):

ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت علامہ مولانا غلام فخر الدین گانگوی بن شیخ الحدیث وتفسیر مفتی اعظم مولانا سید احمد الدین گانگوی بن حضرت مولانا میاں غلام علی 1922ء / 1321ھ میں بمقام گانگی شریف واقع غربی جانب میانوالی پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب 32 واسطوں سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی تک پہنچتا ہے۔ آپ کا خاندان علمی و دینی اعتبار سے ہمیشہ ممتاز رہا۔ آپ نے 1927ء میں اپنے والد کی معیت میں میانوالی میں سکونت اختیار کی اور تاحیات یہیں سکونت پذیر رہے۔ قرآن کریم ناظرہ اور اردو کی پرائمری تعلیم سے فارغ ہو کر 1934ء میں اپنے والد بزرگوار شیخ الحدیث وتفسیر مولانا احمد الدین گانگوی کی درسگاہ جامع شمس العلوم میں علوم وفنون کی تحصیل کے لئے داخل ہوئے۔ اس سلسلہ میں کچھ عرصہ واں بھچراں کے مشہور مدرسہ جامعہ مظفریہ رضویہ میں بھی تحصیل علم کے لئے رہے۔ وہاں آپ نے مولانا احمد الدین گانگوی کے شاگرد مولانا غلام یٰسین واں بھچروی سے استفادہ کیا۔ 12 ستمبر 1946ء کو ہندوستان میں اہل سنت وجماعت کی مشہور بلند پایہ دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخلہ لیااور وہاں صدر الفاضل استاذ العلماء سید نعیم الدین مراد آبادی سے دورہ حدیث کیا۔ اس کے علاوہ وہاں پر تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی مراد آبادی سے بھی استفادہ کیا۔ قیام مراد آباد کے دور میں صدر الفاضل کے دو چھوٹے صاحبزادوں (ظہیر میاں، حنفی میاں) کو فارسی وصرف پڑھاتے تھے۔ 1947ء میں دستار فضیلت کا شرف حاصل کیا۔ جولائی 1947ء میں واپس میانوالی آکر اپنے خاندانی دستور کے مطابق خطابت فتاویٰ نویسی تبلیغ اور دینی کتب کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔[23]

مولانا غلام فخر الدین گانگوی نے 1950ء میں مدرسہ اسلامیہ غربیہ جامع شمس العلوم کو جدید بنیادوں پر استوار کیااور اپنی نگرانی میں ابتدائی تعلیم قرآن حکیم ونظم فارسی سے لے کر حدیث تفسیر تک کے تمام علوم کی تعلیم دی۔ فتاویٰ نویسی کا بھی معقول انتظام کیا۔ اور بعض پیچیدہ مسائل پر اس قدر بہترین فتاویٰ دیئے جن کی نظیر نہیں ملتی۔ تبلیغی فرائض بھی انتہائی محنت سے سرانجام دیئے۔ سیاست میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی کے ہمراہ جمعیت علماء پاکستان میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے۔ اس دوران ضلعی کنوینئر، ضلعی صدر اور نائب صدر کل جمعیت علماء پاکستان کے عہدوں پر فائز رہے۔ حضرت شیخ الاسلام ہی کے ہاتھ پر شرف بیعت کیااور انہی سے خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ حضور شیخ الاسلام کی خواہش پر حضرت خواجہ حمید الدین سیالوی کی تعلیم کے لئے کچھ عرصہ آستانہ عالیہ سیال شریف مقیم رہے۔ مفتی اعظم سیال شریف کا عہدہ بھی آپ کے پاس تھا۔ قیام سیال شریف کے زمانے میں آپ سے خواجہ حمید الدین سیالوی اور شیخ الحدیث مولانا اشرف

[23] SayīdTāriqMas'ūd, TāreekhAwliyā-e-Miyānwali, 167.

سیالوی جیسے افاضل نے اکتساب فیض کیا۔ آپ نے تقریباً 32 سال تک علوم اسلامیہ کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور اس دور میں کثیر تعداد میں علماء نے آپ سے علمی وروحانی استفادہ کیا۔ آپ کے زمانے میں جامع شمس العلوم میں حسب ذیل اساتذہ پڑھاتے رہے۔[24]

☆سید احمد الدین گانگوی ☆سید غلام فخر الدین گانگوی ☆شیخ الحدیث محمد زاہد افغانی ☆مولانا میاں نور محمد ☆مولانا نور الدین ☆مولانا غلام مصطفی خان ☆مولانا بشیر احمد ☆مولانا لطیف اللہ ☆مولانا غلام احمد ☆مولانا محمد حیات ☆مولانا محمد خان ☆مولانا محمد ہاشم ☆ قاری محمد مختیار احمد (شعبہ تجوید) ☆مولانا محمد اسلم ☆مولانا محمد دین

سید فیروز شاہ مفتی اعظم مولانا غلام فخر الدین گانگوی کے متعلق اپنے مضمون دبستان میانوالی میں یوں رقم طراز ہیں :

"اس جہان حیرت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو بظاہر کتابیں نہیں لکھتے، ادیب نہیں کہلواتے، ادبی سر گرمیاں بپا کرنے کے لئے بھاگ دوڑ نہیں کرتے لیکن ان کے اندر کتنی ہی انمول کتابیں تصنیف ہوتی رہتی ہیں۔ وہ جب بولتے ہیں تو ادب کے شہ پارے تخلیق ہوتے ہیں۔ جب کسی ادبی محفل میں رونق افروز ہوتے ہیں تو علم وادب کے چراغ روشن کر دیتے ہیں۔ ان میں اولین شخصیت حضرت علامہ غلام فخر الدین گانگویؒ کی تھی انہیں درویشی غنا کے ساتھ زندگی کرنے کا ہنر آتا تھا۔ وہ لوگوں کو دین سے قریب لاتے تھے دور نہیں لے جاتے تھے۔ علم کو حلم کے ساتھ فروغ دینے کا سلیقہ ان سے زیادہ میں نے کسی میں نہیں دیکھا۔"[25]

آپ سے استفادہ کرنے والوں میں حسب ذیل معروف علما کے نام آتے ہیں:

☆امیر شریعت خواجہ حمید الدین سیالویؒ ☆شیخ الحدیث محمد اشرف سیالویؒ ☆جامع المعقول والمنقول مولانا محمد نوازؒ (لوکوشیڈ کندیاں) ☆پیر سید محمد باقر شاہؒ آف کوٹ گلہ شریف ☆مولانا غلام نبیؒ (اسکندر آباد) ☆مولانا غلام عباس خانؒ ☆مولانا محمد یونسؒ (بانی جامعہ فخر العلوم لاہور) ☆مولانا عطا محمد شاہ دلیوالی (مصنف یاد ایام) ☆مولانا محمد یعقوب (سرگودھا) ☆مولانا سید محمد شاہ پشاور ☆مولانا محمد شہباز خان سرحدی ☆مولانا غلام ربانی (فیصل آباد) 26 ☆مولانا محمد گل خان ☆مولانا محمد امیر کیمبل پوری ☆مولانا بشیر احمد ☆مولانا ہدایت احمد ☆مولانا محمد حسین ☆مولانا نور زمان ☆مولانا غلام فرید ☆مولانا شیر زمان ☆مولانا عزت گل ☆مولانا غلام رسول ☆مولانا گل شیر ☆مولانا علی محمد ☆مولانا نور محمد ☆مولانا محمد سعید کلاں ☆مولانا محمد سعید خورد ☆مولانا سلطان محمود (اٹک) ☆مولانا خان زمان ☆مولانا محمد اسماعیل (حضرو) ☆مولانا نور الہی ☆مولانا محبوب الہی ☆مولانا عمر حیات ☆مولانا عبد المالک ☆مولانا شیر رسول ☆مولانا عبد الرحیم کندیاں ☆مولانا گوہر خان ☆مولانا اعتبار خان ☆مولانا در محمد ☆مولانا شبیر احمد ☆مولانا غلام حامد ☆مولانا خوشی محمد (داؤد خیل) ☆مولانا محمد اسحاق ☆مولانا منظور الحق ☆مولانا محمد اکرم ☆مولانا محمد اکبر ☆مولانا فضل الہی ☆مولانا محمد رشید ☆مولانا محمد نواز ☆مولانا شبیر احمد ☆مولانا امانت اللہ ☆مولانا محبوب الہی ☆مولانا محمد رفیق سیالوی ☆مولانا فیض محمد چشتی ☆علامہ محمد ریاض بھیروی

---

[24]SayīdTāriqMas'ūd, TāreekhAwliyā-e-Miyānwali, 168.

[25] Dr. Liāqat Ali KhānNiāzi, Tāreekh-e-Miyānwāli, 317.

بروایت استاذ العلماصاحبزادہ محمد عبد المالک چشتی نظامی عربی زبان وادب کے معروف استاذ اور شعبہ عربی جی سی یونی ورسٹی کے پروفیسر، مولانا حافظ محمد اجمل خانؒ بھی مولانا فخر الدین گانگوی سے استفادہ کرتے رہے۔ پروفیسر صاحب نے اکثر درسی کتب امام المناطقہ علامہ عطامحمد بندیالوی سے پڑھیں مگر قاضی کلیم اللہؒ (چکڑالہ) کی خواہش اور ایماپر بعض اسباق مولانا اکبر علی چشتی اور مولانا گانگوی سے پڑھے۔

خواجہ کا وصال 1983 میں ہوا، نماز جنازہ کی امامت پیر سید باقر شاہ نے فرمائی اور خواجہ احمد الدین گانگویؒ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔[26]

11۔ مولانا سید مقصود علی شاہ ولد مولانا سید اشرف علی شاہ: آپ سید احمد الدین گانگوی کے چچازاد تھے۔ مولانا سید مقصود علی شاہ عالم، حکیم اور شاعر تھے۔ مدرسہ گانگی میں پڑھاتے بھی رہے۔ سید نصیر شاہ ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

جناب مقصود علی شاہ بھی شعر کہتے تھے۔ ان کا تخلص قاصد تھا۔ والد صاحب کی زبان سے میں نے ان کے فارسی اشعار بھی سنے تھے اور اپنی ماں بولی میں کہے گئے اشعار بھی۔ ان کے بعض فارسی شعر مجھے یاد ہیں۔ بخوف طوالت صرف ان کی فارسی لغت کا ایک شعر درج کرتا ہوں۔

باوجود بعددارم قرب اے آقائے من
من زمین پستمت توآسماں بالائے من[27]

ترجمہ: اے میرے آقا میں آپ سے بعد کے باوجود قرب بھی رکھتا ہوں، میں آپ کی پست زمین ہوں اور آپ میرے اوپر چھائے ہوئے بلند آسمان ہیں۔

بھورتے گانگی، ڈون ہن بیڑے وچ انہاں دے اساں سوار
ڈوں بیڑاں تے لت جور کھے ابڈ داہے اکثر یار
اس انجام، توں نس کے آئے کندھوں پار قندھاروں پار
واہ قسمت دے رولے گھولے آن ڈھوسے ساندل بار[28]

12۔ مولانا سید محمد اکبر علی شاہ ولد مولانا سید مقصود علی شاہ

13۔ مولانا سید نظام الدین گانگوی (م2019ء) ولد مولانا احمد الدین گانگوی

14۔ مولانا سید امیر علی شاہ گانگوی (م1964ء) ولد مولانا سید مقصود علی شاہ

آپ سید مقصود علی شاہ کے بیٹے اور معروف محقق سید نصیر شاہ مرحوم کے والد ہیں۔ آپ کافی عرصہ تک مدرسہ گانگوی میں مدرس رہے۔ اکثر کتابیں سید احمد الدین گانگوی سے پڑھیں۔ آپ کی کتاب تحفہ لاریب فی تقاسیم علم غیب پر برصغیر

[26] SayīdTāriqMas'ūd, TāreekhAwliyā-e-Miyānwali, 171.
[27] Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 13.
[28] Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 13.

کے نامور علماء نے تقاریظ لکھیں۔ دیگر کئی تصانیف ان کی یادگار ہیں طب و حکمت میں بھی یگانہ روزگار تھے سرائیکی کے بہت بڑے شاعر تھے ان کی تصانیف دینی اور طبی موضوعات پر ہیں۔ منظوم مجموعے بھی ان کی یادگاریں ہیں۔[29]

مولانا احمد الدین گانگوی، مولانا سید مقصود علی شاہ کے داماد، مولانا سید امیر علی شاہ کے بہنوئی اور سید نصیر شاہ کے پھوپھا تھے۔ سید نصیر شاہ رقم طراز ہیں۔

"مولانا احمد الدین گانگوی صاحب، داداجان کے داماد تھے، والد صاحب کے بہنوئی اور ہمارے پھوپھا تھے۔"[30]

مولانا سید امیر علی شاہ گانگوی بہت بڑے عالم دین تھے۔ 84-1883ء کے لگ بھگ متولد ہوئے۔ عربی، فارسی، اردو اور سرائیکی کے قادر الکلام شاعر اور بڑے ادیب تھے۔ بغیر کسی کاوش کے شعر کہتے۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد مولانا سید مقصود علی شاہ قاصد سے پڑھیں۔ معروف مدرسہ سیلواں کے مولانا علی محمد قریشی سے اکتساب فیض کیا۔ بعد ازاں مدرسہ گانگوی کے مدرس مقرر ہوئے۔[31]

احمد الدین گانگوی کی ایماء پر تحفہ لاریب لکھی جس پر وارد کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات بھی مولانا گانگوی نے خود دیئے۔[32]

حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی سے بیعت کی، حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالویؒ کے ساتھ زیادہ وقت گزارا، حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی سے بھی وابستگی رہی۔ اردو اور عربی اخبارات میں متواتر مضامین شائع ہوتے۔ تحریک خلافت کے دوران علی برادران کی والدہ "بی اماں" میانوالی تشریف لائیں تو ان کا استقبال کرنے والوں میں محمد اکبر خان خنکی خیل، مولا بخش وکیل، مولانا امیر علی شاہ پیش پیش تھے۔ جلسہ ہوا، آپ نے مندرجہ ذیل نظم پڑھی:۔

کتنی ہے خوش نصیب محمد علی کی ماں
ہوتا ہے ہر قدم پر قدم بوس آسماں
بیٹے ہیں اس کے دونوں خلافت کے پاسباں
میدان میں کھڑی ہے یہ بیٹوں کے درمیاں
آکر یہاں بھی صدق کا اعلان کر دیا
اے میرے شہر تجھ پہ بھی احسان کر دیا[33]

مولانا عبد الستار خان نیازی جب قیام پاکستان سے قبل مسلم لیگ ضلع میانوالی کے صدر بنے تو مولانا امیر علی شاہ ضلع مسلم لیگ کے سیکرٹری نشر و اشاعت تھے۔[34]

---

[29]Dr. Liāqat Ali KhānNiāzi, Tāreekh-e-Miyānwāli, 317
[30]Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 13.
[31]MōlānaNūrMuhamad, Sā'qa-tur-Rahmān 'alaHizb al Shaytān, (Miyānwali: KhānqahHusainiyah), 51.
[32]Gāngvī, SayedAḥmadudin, Al Suyūf al 'tabiyah, Qalmī, (Miyānwali: GanjBakhsh Library), 177/104.
[33]Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 82.
[34]Dr. Liāqat Ali KhānNiāzi, Tāreekh-e-Miyānwāli, 317

اردو میں وہ دور داغ اور انکے تلامذہ بے خود دہلوی اور سائل دہلوی کا تھا۔ انکے ساتھ خط و کتابت تھی، دیوان جن پر انکے دستخط تھے، بھی مولانا امیر علی شاہ کے پاس تھا۔ ان کی نظموں کے مندرجہ ذیل مجموعے طبع ہوئے۔پاک نبی ﷺ کی شان، دردِ اسلام (منظوم پنجابی مطبوعہ 1934ء)، مناجات لاثانی (مطبوعہ 1960ء)، جذبات غمناک، آلام روزگار، ترجمان دل، اکھیاں کھول، فاصلے تے فیصلے.[35]

مولانا امیر علی شاہ نے تلخیص القرآن کے نام سے مضامین قرآن کا منظوم کام بھی شروع کیا تھا۔ اس ضمن میں سید نصیر شاہ، مہتاب رتوں میں آوارگی کے ص73 پر رقم طراز ہیں

"لائبریری کی تباہی میں جو سب سے بڑا نقصان ہوا وہ یہ تھا کہ اباجان اپنی عمر کے آخری دور میں تلخیص الفرقان کے نام سے قرآن عظیم کے مضامین مختصراً ایک نظم کی صورت میں لکھ رہے تھے چھوٹی چھوٹی کاپیوں پر یہ کام شروع کیا تھا وفات تک دس پارے بلکہ سورۃ ہود کے اختتام تک یہ کام مکمل ہو چکا تھا۔"[36]

آپ نے اپنے دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد اجمل نیازی کو بتایا انہوں نے پنجابی کے بے مثال محقق اور سکالر محمد آصف خان سیکرٹری پاکستان پنجابی ادبی بورڈ لاہور سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ بورڈ اگرچہ زمانہ حاضرہ کے شعراء کی کتابیں شائع نہیں کرتا مگر یہ ایک تاریخی چیز ہے اور اسلاف کا سرمایہ ہے۔ اس لئے ہم شائع کریں گے۔ آپ انہیں دینے پر تیار تھے مگر کچھ ذاتی مسائل پیدا ہو گئے اور یہ کام تاخیر کا شکار ہو تا رہا۔ سید نصیر شاہ تلخیص الفرقان کے متعلق لکھتے ہیں:

"پھر لائبریری کی لوٹ مار ہوئی تو یہ کتاب بھی کسی لٹیرے کے ہاتھ آگئی۔ اب پہلی کاپی کے دو چار صفحے باقی رہ گئے ہیں۔ جنہیں میری بچی نے بڑی احتیاط سے سنبھالے رکھا اب انہیں صفحوں کو محفوظ کر رہا ہوں۔"[37]

تلخیص الفرقانسے نمونہ اشعار:

ایہ کتاب قرآن حکیم اے جگ دے وچ لاثانی
اس دے ہر ہر لفظ دے اندر جگمگ نور ربانی
آدم نوں انسان بناوے اسدی ہدایت پکی
از آدم تا عیسیٰ بنیاں راہ اسے دی تکی
اس دے دل تے نازل ہوئی جس دا نام محمد ﷺ
رب دی جس دی حمد چا کیتی آکھیا جس نوں احمد
اس کتاب غلاماں نوں آزادی آن ڈوائی
جباراں دی جھوٹ خدائی اس نے آن مٹائی

[35] Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi,209.
[36] Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 73.
[37] Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 73.

خاک توں چا کے آدم نوں افلاک تے ونج بہایا

اس زمیں دی ہر ہر تھاں تے رحمت مینہ برسایا[38]

سید امیر علی گانگوی عربی، فارسی اور اردو میں بھی شعر کہتے تھے، لیکن ان کا زیادہ تر کلام سرائیکی میں تھا۔ فارسی اردو میں مختار گانگوی تخلص استعمال کیا اور سرائیکی میں غمناک گانگوی۔ فارسی میں بغیر کسی محنت اور کاوش کے شعر کہتے، فی البدیہہ کہتے اور بڑے سادہ الفاظ میں انتہائی اونچے مضامین ادا کرتے۔ فارسی کے بعض اشعار درج کرنے سے پہلے پس منظر دیکھ لیجئے۔

بھور اور گانگی یہ دونوں شہر دریائے سندھ کے ہمدم و ہم نشیں تھے۔ بلکہ اکثر سندھ گزیدہ رہتے، ان کی عورتیں بھی ماہر تیراک ہوتیں۔ شاعر ایک نوجوان لڑکی کو دریائے سندھ میں تیرتے دیکھتا ہے احساسات مہمیز ہوتے ہیں اور مرصع فارسی غزل مسلسل وجود میں آجاتی ہے۔ اس حوالہ سے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

ہرموج سندھ گردن دعویٰ کشیدہ است

از باز ویت تو گردنش زنجیر می کشد[39]

"سندھ کی ہر موج گردن اٹھا اٹھا کر اپنی سرکشی کا اعلان کر رہی ہے اور تو اپنے بازوؤں سے موجوں کی گردنوں میں زنجیر ڈالتی چلی جاتی ہے"۔

مادر ہوائے دشت وبیاباں نوشتہ ایم

تفسیر گل بہ خارمغیلاں نوشتہ ایم

توداستان لیلیٰ وشیریں چشیدہ

ماقصہ ہائے مرزا صاباں نوشتہ ایم[40]

"ہم نے دشت و بیاباں کی ہواؤں میں قلم اٹھایا اور پھول کی تفسیر کیکر کے کانٹوں سے لکھی، تو نے لیلیٰ اور شیریں کی داستانوں کے مزے چکھے اور ہم نے مرزا صاباں کے قصے نظم کئے"۔

مولانا امیر علی کا فارسی کا شعری ذوق بہت بلند تھا، عطار، حافظ، سعدی، فردوس اور نظامی تو وہ پڑھاتے تھے، خود انہیں صائب، بیدل اور غالب سے عشق تھا۔

حمد خدا

خدایا کر دیئے تو نے مکان وہ مکاں پیدا

تیرے اک حرف کن سے ہو گئے لاکھوں جہاں پیدا

تو رب العالمین ہے، ہر جہاں کو پالنے والا

غذا کمزور تر کیڑے کے منہ میں ڈالنے والا

گواہی تیری دینے کے لئے سورج بھی آتا ہے

---

[38]Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 74.

[39]Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 52.

[40]Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 53.

وہی ہر روز آکر تیرے سندیسے سناتا ہے
کروڑوں ایسے سورج اور بھی اس کہکشاں میں ہیں
کروڑوں آیتیں تحریر تخلیق جہاں میں ہیں
شہادت تیری بن کے شب کے سائے تیر جاتے ہیں
فلک پر چاند اور اربوں ستارے مسکراتے ہیں
زمین و آسماں صفحے ہوں لکھنے بیٹھ جائیں سب
گزر جائیں جو صدیاں لکھ نہ پائیں ایک وصف رب [41]

نعت رسول مقبول ﷺ

کسی کے ہونٹوں پر میرے آقا جو تیرا پر نور نام آیا
تو ہر طرف سے گھٹائیں کر کے درود آیا، سلام آیا
کرونگا آنکھوں کے بل سفر کہ یہ سارے ذرے ہوئے ستارے
میں تیرے قرباں، میں تیرے صدقے مجھے بھی تیرا پیام آیا
یہ میرے ہاتھوں کی اب لکیریں ہوئی ہیں سب عمر کی لکیریں
کہ جیسے ہاتھوں میں حوض کوثر کا ایک لبریز جام آیا
ہزار لبیک میرے سانول کہ آگئے ہیں ترے بلاوے
میں آیا آقا، میں آیا مولا لے دیکھ تیرا غلام آیا
صلہ ملا ہے یہ کس عمل کا کہ میں ہوں بدکار پر معاصی
کرم ہے تیرا مرے نصیبوں میں ایسا قدسی مقام آیا
اسی کی راہوں میں آج مختار دل سا ساتھی بھی کھو گیا ہے
یہ دل بنا تھا اسی کی خاطر، اسی کی گلیوں میں کام آیا۔[42]

آپ پر خواجہ فرید کے اثرات نمایاں تھے۔ ایک کافی کا ابتدائیہ کچھ یوں ہے۔

آ لعلمیں ول بھال وے
جندڑی ڈتوئی گال وے
نیت چاہ چاوے چا سڑے
ڈسدا نئیں کہیں پا سڑے
لوکاں دے بن گئے ہاسڑے
سیاں کرن نخوال وے

---

[41]Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 57.
[42]Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 59.

آ "لعل" میں ول بھال وے

جندڑی ڈتوئی گال وے

ہونٹاں تے تیڈا نام وے

گلیاں تے ڈھلدی شام وے

تھاں تھاں تے میں بدنام وے

ہوئی بڑی بدحال وے

آ "لعل" میں ول بھال وے

جندڑی ڈتوئی گال وے[43]

آپ نے ملا نظام الدین ملتانی کی کتاب القول الجلی پر اشعار کی صورت میں تقریظ لکھی۔[44]

بھرپور علمی، فکری، مذہبی اور سیاسی زندگی گزار کر 1964ء میں آپ راہی ملک عدم ہوئے۔

15۔ سید محمد مسعود شاہ ولد مولانا سید محمد امیر علی شاہ

16۔ سید نصیر الدین شاہ المعروف سید نصیر شاہ (م 2012ء) ولد مولانا سید امیر علی شاہ

سید نصیر شاہ کا اصل نام غلام نصیر شاہ تھا۔ ان کا آبائی گاؤں گانگی کچھ کے علاقے میں واقع تھا تاہم ان کے والدین 1928ء میں یہ گاؤں چھوڑ کر میانوالی آ گئے تھے۔ نصیر شاہ 10 جون 1932ء کو میانوالی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد امیر علی شاہ ایک عالم دین بھی تھے اور حکیم بھی۔ وہ سرائیکی، اردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ والد صاحب نے انہیں بھی عربی، فارسی تعلیم سے بہرہ ور کر دیا۔ جب سکول گئے تو ان دونوں زبانوں پر دسترس حاصل کر چکے تھے۔ نظم و نثر میں اظہار خیال سکول کے زمانے میں ہی ہونے لگا تھا۔ تاہم ان کی نثر منظر عام پر اس وقت آئی جب انہوں نے میانوالی کے ہفت روزہ المجاہد میں تلخ حقائق کے عنوان سے مستقل کالم نگاری کا آغاز کیا۔

نصیر شاہ نے پہلے کچھ عرصہ چکڑالہ کے ہائی سکول میں پڑھایا۔ 1958ء میں انہوں نے میانوالی ہی سے ایک رسالہ سوز و ساز جاری کیا۔ جس کے پبلشر ان کے دوست غلام جیلانی جاس تھے۔ ایک سال بعد یہ رسالہ بند ہو گیا اس کے بعد انہوں نے مولوی مہر حسین شاہ کے ہفت روزہ شعاع مہرواں بھچر اں کی ادارت کی۔ ہفت روزہ اذان حق میانوالی کی ترتیب تدوین بھی کرتے رہے۔ ماہنامہ طلوع اسلام لاہور میں ان کے دینی اور تحقیقی مقالات 1962ء سے 1964ء تک مسلسل شائع ہوتے رہے۔[45]

---

[43] Syed Nasīr shah, MahtābRatūn main Āwārgi, 61.

[44] MullaNizāmud Din Multāni, Al qūl al Jali fi Rad-e-Hussain'Ali, (Iqbāl steam Press, 1927 AD), 32.

[45] JamīlAḥmadRāna, Mashahīr-e-MiyānwāliBhakar, 416.

ملک معراج خالد نے ان کے متعلق لکھا:

"دینی سکالر اور علوم مشرق و مغرب پر ماہرانہ دسترس رکھنے والے دانشور ہیں"[46]

ڈاکٹر اجمل نیازی آپ کے متعلق رقم طراز ہیں۔

"سید نصیر شاہ نے بہت مطالعہ کرر کھا ہے، وہ عربی، فارسی، انگریزی، اردو اور سرائیکی پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ عربی ادب کے مرکز مصر کے رسالوں، "الدین" اور "الاسلام" میں بھی نصیر شاہ کے مضامین شائع ہوئے ہیں۔ ایک عرب عالم تحسین المبارک نے اپنے ایک مضمون " االادباء العربیہ فی الباکستان " میں جن تین آدمیوں کو عربی کا ادیب تسلیم کیا ہے ان میں سے ایک نصیر شاہ ہیں۔ (الاسلام، مصر، مئی 1965ء)۔ نصیر شاہ اردو، سرائیکی کے ایک بڑے ادیب و شاعر اور دانشور ہیں۔"[47]

سید ضمیر بخاری نے آپ کے متعلق لکھا۔

"اصل میں ان کی شخصیت کی کئی ایک جہات ہیں، بیک وقت دینی سکالر، شاعر، افسانہ نگار، تنقید نگار اور تاریخ نگار ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ملکی سیاست سے وابستگی قائم رکھی، اس طرح کا آدمی بٹ جاتا ہے مگر وہ مجتمع رہے"۔[48]

سید نصیر شاہ کا علمی و ادبی سرمایہ :

1۔ موسیقی کی شرعی حیثیت، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

2۔ مجموعہ تفاسیر، ابو مسلم اصفہانی، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور

3۔ عورت کی سربراہی اور اسلام، مطبوعہ میانوالی پرنٹنگ پریس

4۔ اسلام میں خواتین کے حقوق، مطبوعہ بدر پبلی کیشنز لاہور

5۔ اسلام اور جنسیات، مطبوعہ نیازمانہ پبلی کیشنز، لاہور

6۔ کچھ شامیں فکر اقبال کے ساتھ، مطبوعہ نیازمانہ پبلی کیشنز، لاہور

7۔ گھر سے نکلے تو، مطبوعہ نیازمانہ پبلی کیشنز، لاہور

8۔ مہتاب رتوں میں آوارگی، مطبوعہ نیازمانہ پبلی کیشنز، لاہور

9۔ ہمیں سن لو، مطبوعہ نیازمانہ پبلی کیشنز، لاہور

10۔ میں، میرا دل اور شام، مطبوعہ نیازمانہ پبلی کیشنز، لاہور

---

[46]Syed Nasīr Shah, Islam main KhawatīnkeHuqūq, (Lahore: Badar Publications), 14.

[47]Dr, MuhamadAjmalNiyazi, Bāzgasht, 182-183.

[48]Syed ZamīrBukhari, Miyānwāli main Urdu NasarKaIrtiqa', (Faisalabad: Misal Publishers, 2006 AD), 74.

11۔اسلام اور دہشت گردی، (انگریزی ترجمہ: پروفیسر منور علی ملک) مسلم ایسوسی ایشن فار دی رائیٹس آف برٹش پاکستانیز انگلینڈ اس کی طباعت کا اہتمام کر رہی ہے۔ویب سائٹ اور اردو سٹریٹ ڈاٹ پر دستیاب ہے۔

12۔ککر دے پھل، مطبوعہ، پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، لاہور[49]

سید نصیر شاہ، محمد ریاض بھیروی کے نام اپنی ایک قلمی تحریر میں اپنے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔

"پنجاب شاعری میں زیر طبع مجموعہ کلام " پہچان" اردو شاعری میں زیر طبع مجموعہ کلام "گیسو پریدہ شام" سرائیکی / پنجابی افسانوں کا مجموعہ "ککر دے پھل" جو پاکستان پنجابی ادبی بورڈ لاہور نے شائع کیا۔یہ کتاب پورے سرگودھا ڈویژن میں پنجابی / سرائیکی نثر میں لکھی گئی پہلی کتاب ہے، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی میں نصاب میں داخل، پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے پنجابی کے لئے Books Recommended میں شامل ہے۔پنجابی افسانوں کا دوسرا مجموعہ زیر تسوید ہے۔پنجابی ناول" 45۔اپ۔46۔ڈاؤن" زیر طبع ہے۔"[50]

مزید لکھتے ہیں۔

"جامعۃ الازہر کے ادارہ تحقیق کا فیلو ممبر ہوں "الاسلام"، "الدین" مصر کا 64ء تا 76ء مستقل مقالہ نگار رہا۔1980ء میں علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبی ﷺ کا سعودی سفارتخانہ کے حکم پر عربی ترجمہ کیا جو شائع ہو چکا ہے۔اسلامی نظریاتی کونسل کے ایڈوائزری بورڈ کے ممبر کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں، کونسل کا سرچ کا کام زیادہ تر میرے ذمہ رہتا ہے۔"[51]

زیر طبع کتب کی تفصیل ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

"اردو میں "وادی سندھ کا کلچر" ، افسانوں کا مجموعہ "لہروں کے ساتھ ساتھ" زیر طبع ہیں۔پنجابی میں "ضلع میانوالی دی تاریخِ ادب و ثقافت" زیر ترتیب ہے۔یہ پراجیکٹ بھی پاکستانی پنجابی ادبی بورڈ کی طرف سے ملا ہے۔" العصر" مصر کا معروف ادبی ادارہ ہے جس نے ا"الشعر الجدید" کا پراجیکٹ دیا ہے۔ عربی کے جدید شعراء پر تنقیدی کتاب زیر ترتیب ہے۔فارسی شعراء پر تنقیدی کتاب "شعراء عجم کے ساتھ" مسودہ القلم پبلشرز کے حوالے کیا ہوا ہے۔"[52]

18 دسمبر 2012ء کو سید نصیر شاہ کا انتقال ہوا۔[53]

17۔ مولانا سید نور محمد شاہ ولد مولانا سید محمد اکبر علی شاہ

معروف شاعر پروفیسر سید فیروز شاہ کے والد اور حکیم مولانا سید اکبر علی شاہ کے صاحبزادے ایک زاہد شب زندہ دار اور درویش منش انسان تھے۔مذہبی تعلیم انہوں نے سید احمد الدین گانگوی سے حاصل کی۔آپ یتیم خانہ مرکزی عید گاہ کے ناظم رہے، آپ زیادہ تر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔[54]

---

[49]JamīlAḥmadRāna, Mashahīr-e-MiyānwāliBhakar, 416.

[50]QalmiTeḥrīr, Syed Nasīr Shah banāmMuhamadRiyāzBhervi, MamlokaRaqim al Hurūf.

[51]QalmiTeḥrīr, Syed Nasīr Shah banāmMuhamadRiyāzBhervi, MamlokaRaqim al Hurūf.

[52]QalmiTeḥrīr, Syed Nasīr Shah banāmMuhamadRiyāzBhervi, MamlokaRaqim al Hurūf.

[53]JamīlAḥmadRāna, Mashahīr-e-MiyānwāliBhakar, 417.

[54]Samī‘ Navīd, MuhamadFeroz Shah ki ‘ilmiKhidmāt, 15.

18۔ مولانا حکیم سید دوست محمد شاہ(م1972ء)ولد مولانا سید محمد اکبر علی شاہ

19۔ پروفیسر سید محمد فیروز شاہ(م2007ء)ولد سید نور محمد شاہ

اردو کے معروف نعت نگار، منفرد محقق، مضمون نگار، کالم نگار، ادیب، شاعر اور اردو کے مایہ ناز استاذ سید محمد فیروز شاہ 15 دسمبر 1956ء کو پیدا ہوئے۔[55]

آپ کا تعلق گانگوی خاندان سے تھا۔وہ ننھیال اور دادیہال دونوں طرف سے ایک نیک پاک اور علمی اور معرفتی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ان کے نانا سید احمد الدین گانگوی برصغیر پاک وہند میں مولانا گانگوی کے عرف سے معروف ہوئے۔فیروز شاہ کے ماموں شیخ الحدیث وتفسیر مولانا غلام فخر الدین گانگوی میانوالی کی ایک نہایت قابل احترام دینی وروحانی شخصیت تھیں۔سید فیروز شاہ نے مذہب سے وابستگی کی تمام تر تعلیم وتربیت مولانا غلام فخر الدین گانگوی سے پائی۔[56]

اپنی سروس کا آغاز انہوں نے بطور معلم کیا اور میانوالی کے مختلف سکولوں سے درس وتدریس کے سلسلہ میں منسلک رہے۔بعد میں انہوں نے پبلک سروس کمیشن کا امتحان پاس کر کے پروفیسر شپ جوائن کر لی۔پہلے کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج بھکر میں اپنی تعلیمی خدمات سر انجام دیں پھر گورنمنٹ کالج میانوالی آگئے۔انہوں نے 54 سال کی عمر پائی۔پروفیسر محمد فیروز شاہ کی علمی، ادبی خدمات بہت زیادہ ہیں۔آپ ہمہ وقت لکھنے لکھانے میں مصروف رہتے تھے۔ملک کے اندر اور باہر تمام علمی وادبی جرائد میں ان کا کلام شائع ہوتا رہا۔پاکستان بھر کے قومی اخبارات میں ان کی تخلیقات کو نمایاں طور پر شائع کیا جاتا تھا۔فنون اور اوراق کے علاوہ بہت سے جرائد میں ان کی نثری وشعری تخلیقات تواتر سے شائع ہوتی رہیں۔بھارت کے بعض ادبی جرائد میں بھی ان کو خصوصی کوریج دی جاتی تھی اس کے علاوہ بہت سے قومی اخبارات میں ان کے ادبی کالم، تھل دریا، قلم کہانی اور دبستانِ میانوالی کے عنوانات کے ساتھ تسلسل سے شائع ہوتے رہے۔[57]

معاصر شعراء کے کلماتِ تحسین:

احمد ندیم قاسمی:

"جدید غزل کا نمائندہ شاعر محمد فیروز شاہ قطعی طور پر ایک منفرد لہجے کا شاعر ہے"۔[58]

ڈاکٹر وزیر آغا:

"قاری کو "دریچہ "کا مطالعہ کرتے ہوئے اتنا ضرور محسوس ہو گا کہ اردو شاعری کے ایوان میں ایک نئی اور خوبصورت آواز کا اضافہ ہو گیا ہے"۔[59]

ڈاکٹر محمد اجمل نیازی:

---

[55] Samī‘ Navīd, MuhamadFeroz Shah ki ‘ilmiKhidmāt, 15.

[56] JamīlAḥmadRāna, Mashahīr-e-MiyānwāliBhakar, 366.

[57] JamīlAḥmadRāna, Mashahīr-e-MiyānwāliBhakar, 366.

[58] MuhamadFīrōz Shah, Darīcha, (Miyānwāli: Miyānwāli Academy, 1984 AD), 12.

[59] MuhamadFīrōz Shah, Darīcha, (Miyānwāli: Miyānwāli Academy, 1984 AD), 12.

کرامت کی طرح ظاہر ہونے والے شخص محمد فیروز شاہ کا تعلق اس معتبر اور معزز خاندان سے ہے جن کی قبریں بھی زندہ ہیں۔ ان کے آباؤ اجداد کی یادوں سے وابستہ یہ بستی "میانوالی" تمام برکتوں سے جگ مگا رہی ہے۔ اب وہ دریچہ سے ہٹ بھی جائے تو نظر آتا رہے گا۔[60]

یاد رہے کہ سید محمد فیروز شاہ صاحب کے شعری مجموعے "دریچہ" کو اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، نے اپنے" اولین کتاب پروگرام" کے سلسلہ میں منتخب کیا اور اس کی اشاعت کے لئے مالی معاونت کی۔[61]

نثر میں ان کا تخلیقی اسلوب نہ صرف ان کی پہچان ہے بلکہ انہیں معاصرین میں ایک ممیز مقام پر بھی فائز کر دیتا ہے۔ شاہ صاحب کی شہرت ان کے افکار کو عالمی ادب کے دھارے میں پذیرائی کی طرف لے جا رہی ہے۔[62]

شیر افضل جعفری:

"میں نے فیروز کے غزل محل کے "دریچہ" میں جھانک کر دیکھا ہے، خیال کے لشکار اور افکار کی رم جھم کی پھوار نے اس کے اشعار کو میعار کا چنار بنا دیا ہے"۔[63]

پروفیسر عارف عبد المتین:

"پروفیسر محمد فیروز شاہ، نویکلی شاعری دے شاعر نے"۔[64]

ڈاکٹر مہر عبد الحق:

"سید فیروز شاہ اردو اتے سرائیکی دے جواں سال، جواں بخت تے جواں فکر شاعر ہن"۔[65]

مزید لکھتے ہیں کہ

"محمد فیروز شاہ، آفاقی ادب کی اعلیٰ خصوصیات اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں"۔[66]

محمد فیروز شاہ انہی خوبیوں کی وجہ سے ڈاکٹر جمیل جالبی، ڈاکٹر وزیر آغا، ڈاکٹر حمید قریشی، ڈاکٹر سجاد باقر رضوی، احمد ندیم قاسمی، شہزاد احمد، احمد فراز، امجد اسلام امجد، اجمل نیازی اور عطاء الحق قاسمی جیسے لوگ بھی محمد فیروز شاہ کے دوست تھے۔[67]

پروفیسر فیروز شاہ کے فن کے بارے میں احمد ندیم قاسمی، ڈاکٹر وزیر آغا، سراج منیر، ڈاکٹر محمد اجمل نیازی، بشیر احمد بشر، میرزا ادیب، شیر افضل جعفری، رام لعل، منصور قیصر، خلیل رام پوری، ڈاکٹر غفور شاہ قاسم، غالب عرفان، انوار حسین حقی، مظہر نیازی وغیرہ کی آراء جاننے کے لئے پروفیسر فیروز شاہ صاحب کے علمی و ادبی سرمائے کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے۔

---

[60] MuhamadFīrōz Shah, Darīcha,12.

[61] MuhamadFīrōz Shah, Darīcha,12.

[62] Syed ZamīrBukhari, Miyānwāli main Urdu NasarKaIrtiqa', 188-189.

[63] MuhamadFīrōz Shah, SaḥarSitāra, 20.

[64] MuhamadFīrōz Shah, Pīngh, (Rawalpindi: Pindi Islamabad Adbī Society, 2005 AD), 7.

[65] MuhamadFīrōz Shah, Pīngh, 9.

[66] Samī‘ Navīd, MuhamadFeroz Shah ki ‘ilmiKhidmāt, 9.

[67] Samī‘ Navīd, MuhamadFeroz Shah ki ‘ilmiKhidmāt, 26.

پروفیسر سید محمد فیروز شاہ مرحوم کا علمی وادبی سرمایہ :

☆دریچہ، شاعری، مطبوعہ 1984ء☆ طلوع، شاعری، مطبوعہ 1988ء☆منظر، شاعری، مطبوعہ1998ء☆خواب پرندے،کلیات، مطبوعہ 2005ء☆ پینگھ، شاعر، مطبوعہ 2005ء☆ باوضو،نعتیہ مجموعہ، مطبوعہ 2004ء☆ تھل دریا، مضامین، مطبوعہ1992ء☆ شہر شب میں چراغاں، نثر پارے، مطبوعہ 2002ء☆ جل تھل، مرتبہ، مطبوعہ 1980ء☆ اقبال کا فکری جمال، مرتبہ، مطبوعہ 1993ء☆ برنگ خواب سحر، مرتبہ، مطبوعہ 2000ء☆ رنگ نعت، مرتبہ، مطبوعہ 2006ء۔1568۔[68]

20۔ مولانا سید محمد فاضل شاہ ولد مولانا سید اشرف علی شاہ

21۔ حکیم سید علی محمد شاہ گانگوی ولد مولانا سید محمد فاضل شاہ

مولانا مقصود علی کے بھائی، مولانا محمد فاضل کے فرزند، حکیم علی محمد شاہ گانگوی بڑے معروف طبیب ہوئے۔ علاقہ کچھ کے طول وارض میں حکیم علی محمد شاہ گانگوی کی حکمت وحذاقت کا طوطی بولتا تھا۔[69]

22۔ حکیم محمد حنیف شاہ گانگوی(م1992ء)ولد حکیم سید علی محمد شاہ گانگوی

23۔ حکیم سید محمد سعید شاہ ارشد گانگوی(م2010ء)ولد حکیم سید علی محمد شاہ گانگوی

24۔ مولانا سید محمد مظہر شاہ

25۔ مولانا سید غلام حسین شاہ ولد مولانا سید محمد مظہر شاہ

26۔ مولانا سید خادم حسین شاہ ولد مولانا سید غلام حسین شاہ

مولانا سید خادم حسین شاہ فاضل درس نظامی تھے، دینی کتب کی تدریس میں بڑی مہارت رکھتے تھے، ابتدائی اور انتہائی دونوں طرح کی کتابوں کی تدریس میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مولانا سید خادم حسین شاہ نے ایک کتاب بھی لکھی تھی۔[70]

27۔ مولانا سید اکبر علی شاہ

28۔ مولوی سید محمد حیات شاہ

29۔ مولانا حکیم سید غلام حیدر شاہ ولد مولانا سید اکبر علی شاہ

30۔ مولانا صاحبزادہ سید محمد صفدر شاہ گیلانی ولد مولانا حکیم سید غلام حیدر شاہ گیلانی

صاحبزادہ سید محمد صفدر شاہ گیلانی نے انجمن طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر اور جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے ملک گیر شہرت پائی، انتہائیاعلیٰ پیمانے کے مقرر ہیں، اپنے ذاتی اوصاف میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انتہائی سمجھ دار، زیرک، جہاندیدہ منجھے ہوئے سیاسی ومذہبی راہنماہیں۔[71]

[68]Samī' Navīd, MuhamadFeroz Shah ki 'ilmiKhidmāt, 30-31.

[69]Niāzi, Dr. Liāqat 'Ali Khān, Tāreekh-e-Miyānwāli, 50.

[70]Niāzi, Dr. Liāqat 'Ali Khān, Tāreekh-e-Miyānwāli, 50.

31۔ مولوی سید محمد امیر شاہ ولد مولانا سید محمد اکبر علی شاہ

32۔ مولوی سید غلام یٰسین شاہ ولد مولانا سید محمد اکبر علی شاہ

33۔ حافظ مولوی سید محمد امیر شاہ ولد مولوی سید غلام یٰسین شاہ

34۔ صاحبزادہ سید محمد نعیم الدین شاہ گانگوی ولد سید میاں نظام الدین شاہ گانگوی

آپ خانقاہ گانگویہ کے موجودہ سجادہ نشین ہیں۔ خواجہ غلام فخر الدین گانگویؒ کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ سیال شریف کی طرف سے آپ کو سجادہ نشین مقرر کیا گیا۔ حضرت خواجہ حمید الدین سیالویؒ نے سلسلہ چشتیہ سیالویہ کی اجازت عطا فرما کر خلافت سے سرفراز فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب نے درسی علوم کی تکمیل جامعہ شمس العلوم گانگویہ سے کی۔ عصری علوم کی تکمیل کے بعد شعبہ تعلیم کو اختیار کیا اور عرصہ 30 سال سے بحیثیت معلم فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ اچھے شاعر ،ماہر نقاد اور انتہائی خوش اخلاق و ملنسار ہیں۔ آپ ہی کی زیر سرپرستی حضرت سید احمد الدین گانگویؒ کے مخطوطات پر تحقیق کا کام جاری ہے۔

35۔ پروفیسر سید ظہیر الدین شاہ گانگوی ولد سید نظام الدین شاہ گانگوی

شعبہ اردو میں ایم فل کر چکے ہیں۔ عبد الرزاق فضائیہ کالج میں اردو کے لیکچرر ہیں۔ ''تنہائیوں میں اکثر'' کے نام سے شعری مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔

[71] MuhamadRiyāzBhervi, Rūdbār-e-Yaqīn, 64.